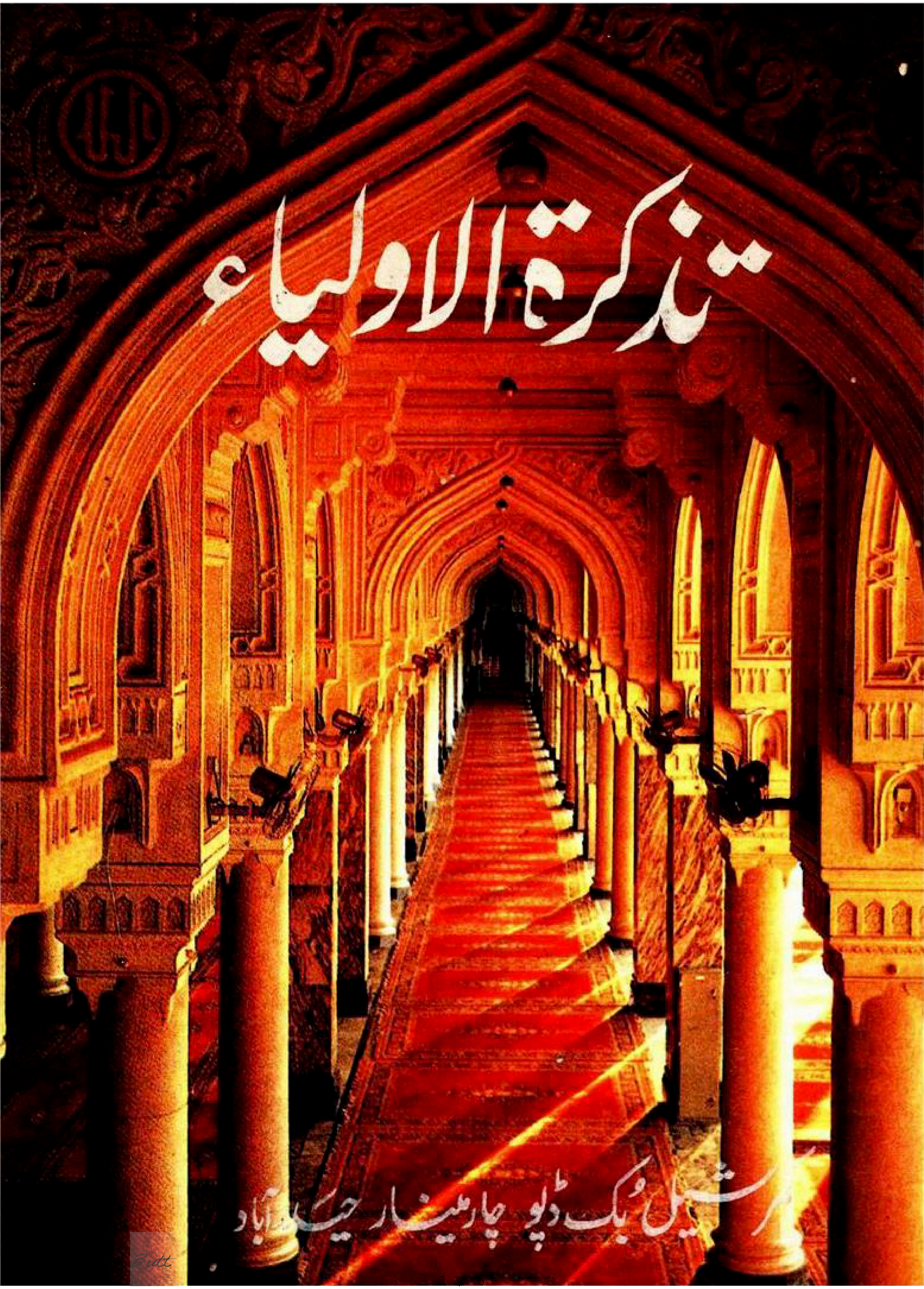

تذکرۃ الاولیاء
رشیل بک ڈپو چارمینار حیدرآباد

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (القرآن)

تذکرۃ الاولیاء

(اُردو)

مُصنّفہ

حضرت شیخ فریدالدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح وترتیب

مولانا زبیر افضل عثمانی | محمد عبد العلیم مظفر

فہرست اسمائے بزرگان

قرآن پاک کرتے رہنا، سوم یہ کہ مسافر کی اچھی طرح مدارات کرنا، چہارم یہ کہ باہم پیار و محبت سے رہنا۔

آپ نے اپنے تمام ارادت مندوں کے نام درج رجسٹر کر لئے تھے اور آخری وقت یہ وصیت فرمائی کہ اس رجسٹر کو میری قبر میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کر کے رجسٹر قبر میں رکھ دیا گیا۔

انتقال کے بعد خواب میں کسی نے دیکھ کر آپ سے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے معمولی بخشش نہیں فرمائی کہ میرے رجسٹر میں درج شدہ تمام مریدین کی مغفرت فرمادی۔ آپ ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ جو میرے پاس اپنی کوئی حاجت لے کر آئے اس کی مراد پوری فرمادے۔

باب ۷۷

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ طریقت و حقیقت کا سرچشمہ فیوض و معرفت کا منبع و مخزن اور آپ کی عظمت و بزرگی مسلمہ تھی۔ حضرت بایزید بسطامی کا دستور یہ تھا کہ سال میں ایک مرتبہ مزارات شہداء کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے اور جب خرقان پہنچتے تو فضا میں منہ اوپر اٹھا کر اس طرح سانس کھینچتے جیسے کوئی خوشبو سونگھنے کے لئے کھینچتا ہے۔ ایک مرتبہ مریدین نے پوچھا کہ آپ کس چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں ہمیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سرزمین خرقان سے ایک مرد حق کی خوشبو آتی ہے جس کی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہے۔ اور وہ کاشتکاری کے ذریعہ اپنے اہل و عیال کی رزق حلال سے پرورش کرے گا اور مجھ سے مرتبہ میں تین گنا ہوگا۔

حالات بیس سال تک آپ کا یہ معمول رہا کہ خرقان سے بعد نماز عشاء حضرت بایزید کے مزار پر پہنچ کر یہ دعا کرتے کہ اے اللہ جو مرتبہ تو نے بایزید کو عطا کیا وہی مجھ کو بھی عطا فرمادے۔ اس دعا کے بعد خرقان واپس آکر نماز فجر ادا کرتے اور آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ بسطام سے اس نیت کے ساتھ اُلٹے پاؤں واپس ہوتے کہ کہیں حضرت بایزید کے مزار کی بے ادبی نہ ہو جائے۔ پھر بارہ سال اپنے معمول پر قائم رہنے کے بعد حضرت بایزید کی قبر سے یہ آواز آئی کہ اے ابوالحسن اب تیرا بھی دور آگیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں تو قطعی اُمی ہونے کی وجہ سے علوم شرعیہ سے نا واقف ہوں اس لئے میری ہمت افزائی فرمائیے۔ ندا آئی کہ مجھے جو کچھ مرتبہ حاصل ہوا ہے وہ صرف تمہاری ہی بدولت حاصل ہوا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ آپ تو مجھ سے اُنتالیس سال قبل دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ ندا آئی کہ یہ قول تو تمہارا درست ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس وقت بھی میں سرزمین

خرقان پہنچا تو قاصد سے یہ کہا کہ حضرت ابوالحسن سے یہ کہدینا کہ میں صرف آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ لہٰذا آپ زحمت فرما کر میرے خیمہ تک تشریف لے آئیں۔ اور اگر وہ آنے سے انکار کریں تو یہ آیت تلاوت کر دینا۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ اپنی قوم کے حاکم کی بھی اطاعت کرتے رہو۔ چنانچہ قاصد نے آپ کو جب پیغام پہنچایا تو آپ نے معذرت طلب کی جس پر قاصد نے مذکورہ بالا آیت تلاوت کی۔ آپ نے جواب دیا کہ محمود سے کہدینا کہ میں تو اَطِیْعُوا اللّٰہَ میں ایسا غرق ہوں کہ اطیعوا الرسول میں بھی ندامت محسوس کرتا ہوں۔ ایسی حالت میں اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یہ قول جس وقت قاصد نے محمود غزنوی کو سنایا تو اس نے کہا کہ میں تو انہیں معمولی قسم کا صوفی تصور کرتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ وہ تو بہت ہی کامل بزرگ ہیں۔ لہٰذا ہم خود ہی ان کے زیارت کے لئے حاضر ہوں گے۔ اور اس وقت محمود نے ایاز کا لباس پہنا اور دس کنیزوں کو مردانہ لباس پہنا کر ایاز کو اپنا لباس پہنایا اور خود بطور غلام کے ان دس کنیزوں میں شامل ہو کر ملاقات کرتے پہنچ گیا۔ گو آپ نے اس کے سلام کا جواب تو دے دیا لیکن تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوئے اور محمود جو غلام کے لباس میں ملبوس تھا اس کی طرف تو متوجہ ہو گئے لیکن ایاز جو شاہانہ لباس میں تھا اس کی جانب قطعی توجہ نہیں دی اور جب محمود نے پوچھا کہ آپ نے بادشاہ کی تعظیم کیوں نہیں کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ ایک فریب ہے۔ اس پر محمود نے جواب دیا کہ یہ دام فریب تو ایسا نہیں ہے جس میں آپ جیسے شاہباز پھنس سکیں۔ پھر آپ نے محمود کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ پہلے ان نامحرموں کو باہر نکالدو پھر مجھ سے گفتگو کرنا۔ چنانچہ محمود کے اشارے پر تمام کنیزیں باہر واپس چلی گئیں اور محمود نے آپ سے فرمائش کی کہ حضرت بایزید بسطامی کا کوئی واقعہ بیان فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت بایزید کا قول یہ تھا کہ جس نے میری زیارت کر لی اس کو بدبختی سے نجات حاصل ہو گئی۔ اس پر محمود نے پوچھا کہ کیا ان کا مرتبہ حضور اکرمؐ سے بھی زیادہ بلند تھا۔ اس لئے کہ حضورؐ کو ابوجہل و ابولہب جیسے منکرین نے دیکھا پھر بھی ان کی بدبختی دور نہ ہو سکی۔ آپ نے فرمایا کہ اے محمود ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی ولایت میں تصرف نہ کرو کیونکہ حضور اکرمؐ کو خلفائے اربعہ اور دیگر صحابہ کے کسی نے نہیں دیکھا جس کی دلیل یہ آیت مبارک ہے وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔ یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو دیکھتے ہیں جو آپ کی جانب نظر کرتے ہیں حالانکہ وہ آپؐ کو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ سن کر محمود بہت محظوظ ہوا۔ پھر آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو آپ نے فرمایا کہ نواہی سے اجتناب کرتے رہو۔ باجماعت نماز ادا کرتے رہو۔ سخاوت و شفقت کو اپنا شعار بنالو۔ اور جب محمود نے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ میں خدا سے ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما دے۔ پھر جب محمود نے عرض کیا کہ میرے لئے مخصوص دعا فرمایئے۔ تو آپ نے کہا کہ اے محمود تیری عاقبت محمود ہو۔ اور جب محمود نے اشرفیوں کا ایک توڑا آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے جو کی خشک ٹکیہ اس کے سامنے رکھ کر حکم دیا کہ اس کو کھاؤ۔ چنانچہ محمود نے جب توڑ کر منہ میں رکھا اور دیر تک چبانے کے باوجود بھی جب حلق سے نہ اترا

تو آپ نے فرمایا کہ شاید نوالہ تمہارے حلق میں اٹکتا ہے اس نے کہا، ہاں، تو فرمایا کہ تمہاری یہ خواہش ہے کہ اشرفیوں کا یہ توڑا اسی طرح میرے حلق میں بھی اٹک جائے لہٰذا اس کو واپس لے لو کیونکہ میں دنیاوی دولت کو طلاق دے چکا ہوں اور محمود کے بے حد اصرار کے باوجود بھی آپ نے اس میں سے کچھ نہ لیا۔ پھر محمود نے خواہش کی کہ مجھکو بطور تبرک کے کوئی چیز عنایت فرما دیں اس پر آپ نے اس کو اپنا ایک پیرہن دے دیا۔ پھر محمود نے رخصت ہوتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت آپ کی خانقاہ تو بہت خوبصورت ہے۔ فرمایا کہ خدا نے تمہیں اتنی وسیع سلطنت بخش دی ہے پھر بھی تمہارے اندر طمع باقی ہے اور اس جھونپڑی کا بھی خواہشمند ہے۔ یہ سن کر اس کو بے حد ندامت ہوئی اور جب وہ رخصت ہونے لگا تو آپ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس نے پوچھا کہ میری آمد کے وقت تو آپ نے تعظیم نہیں کی پھر اب کیوں کھڑے ہو گئے۔ فرمایا کہ اس وقت تمہارے اندر شاہی تکبر موجود تھا اور میرا امتحان لینے آئے تھے لیکن اب عجز و درویشی کی حالت میں واپس جا رہے ہو اور خورشید فقر تمہاری پیشانی پر درخشندہ ہے اس کے بعد محمود رخصت ہو گیا۔

سومنات پر حملہ کرنے کے وقت جب محمود غزنوی کو غنیم کی بے پناہ قوت کی وجہ سے شکست کا خطرہ ہوا تو اس نے وضو کر کے نماز پڑھی اور آپ کا عطا کردہ پیراہن ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی کہ اے خدا اس پیراہن والے کے صدقہ میں مجھے فتح عطا فرما اور جو مال غنیمت اس جنگ میں حاصل ہو گا وہ سب فقرا کو تقسیم کر دوں گا۔ چنانچہ اللہ نے اس کی دعا کو شرف مقبولیت عطا فرمایا اور جب وہ غنیم کے مقابلہ میں صف آرا ہوا تو غنیم اپنے باہمی اختلافات کی بنا پر خود ہی آپس میں لڑنے لگا جس کی وجہ سے محمود کو مکمل فتح حاصل ہو گئی اور رات کو محمود نے خواب میں حضرت ابوالحسن کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اے محمود تو نے اس قدر معمولی شے کے لئے میرے خرقہ کے صدقہ میں دعا کی اگر تو اس وقت یہ دعا مانگتا کہ تمام عالم کے کفار اسلام قبول کر لیں اور دنیا سے کفر کا خاتمہ ہو جائے تو یقیناً تیری دعا قبول ہوتی۔

ایک رات آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس وقت فلاں جنگل میں ایک قافلہ لوٹ کر قزاقوں نے بہت سے افراد کو مجروح کر دیا ہے۔ لیکن یہ تعجب کی بات ہے کہ اسی شب کسی نے آپ کے صاحبزادے کا سر کاٹ کر گھر کی چوکھٹ پر رکھ دیا تھا اور آپ کو قطعی اس کا علم نہ ہوا۔ اور جب یہ دونوں واقعات آپ کی بیوی کے علم میں آئے تو اس نے آپ کی ولایت سے انکار کر دیا اور کہا کہ ایسے شخص کا ذکر ہرگز نہ کرنا چاہیئے جس کو دور کی اطلاع تو ہو جائے لیکن گھر کے دروازے کا علم نہ ہو سکے لیکن آپ نے یہ جواب دیا کہ جس وقت قافلہ لوٹا گیا اس وقت تمام حجابات میرے سامنے سے اٹھا دیئے گئے تھے اور جس وقت لڑکے کو قتل کیا گیا اس وقت حجابات باقی تھے جس کی وجہ سے مجھے اس کے قتل کا علم نہ ہو سکا اور جب آپ کی بیوی نے لڑکے کا سر دروازے پر دیکھا تو شفقت مادری کی وجہ سے بے چین ہو کر روتے پیٹتے ہوئے اپنے بال کاٹ کر لڑکے کے سر پر ڈال دیئے اور انسانی تقاضے کے طور پر حضرت ابوالحسن کو بھی اپنے صاحبزادے کے قتل کا رنج ہوا اور آپ نے بھی اپنی داڑھی کے بال صاحبزادے کے سر پر ڈالتے ہوئے بیوی سے فرمایا کہ یہ نتیجہ ہم تم دونوں نے مل کر بویا تھا اور تم نے اپنے بال کاٹ کر اور میں